# اقرار کرو کہ تم ہمیشہ سچ بولو گے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

# اقرار کرو کہ تم ہمیشہ سچ بولو گے

(فرمودہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۵۰ء برموقع (دوسرا دن) سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ
بوقت ۱۰ بجے صبح بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

''ایک نقص مَیں نے گھر سے یہاں آتے ہوئے یہ دیکھا ہے کہ بعض حصے کام کے ایسے ہیں جن میں خدام الاحمدیہ کی یہ نگرانی نہیں کی جاتی کہ وہ تمام کے تمام اس میں مشغول ہیں یا نہیں۔ مثلاً فٹ بال کا میچ ہو رہا تھا تو ضروری نہیں سمجھا گیا کہ اس امر کی نگہداشت کی جائے کہ آیا سارے خدام میچ دیکھ رہے ہیں یا نہیں۔ میں نے دیکھا کہ کچھ خدام میچ دیکھ رہے تھے اور کچھ اِدھر اُدھر کھڑے تھے اِس طرح یہ غرض کہ خدام سالانہ اجتماع کے دو تین دن اِس مشق میں گزاریں کہ ہر وقت کام میں مشغول رہیں باطل ہوگئی کیونکہ ان دو تین دنوں میں بھی بعض حصے ایسے ہیں جن میں بعض خدام مشغول ہیں اور بعض مشغول نہیں اِس لئے مَیں مجلس انتظامیہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ فوراً اس بارہ میں قانون بنا کر آئندہ اِس کی تعمیل کرائے اور دیکھے کہ آیا تمام کے تمام خدام کام میں لگے رہتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً میچ دیکھنا بھی کام ہے اور یہ ضروری امر ہے کہ جب کھیلیں ہو رہی ہوں تو باقی خدام دیکھ رہے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ بعض خدام کھیلیں دیکھ رہے ہوں اور بعض اِدھر اُدھر پھر رہے ہوں۔ اگر ایک وقت میں چار پانچ کھیلیں ہو رہی ہوں تو منتظم خدام سے پوچھ لیں کہ وہ کونسی کھیل دیکھنا چاہتے ہیں اور ہر ایک کو حکم دے دیں کہ وہ کوئی نہ کوئی کھیل ضرور دیکھے تا آوارگی کی عادت نہ ہو۔ دنیا کے لوگ تو ساری عمر

کام میں لگے رہتے ہیں ہمارے نوجوانوں کو بھی اِس کی عادت ہونی چاہیئے اور کم از کم دو تین دن تک انہیں ہر وقت کام میں مشغول رہنا چاہیئے۔ رستہ میں مجھے سینکڑوں ایسے خدام ملے ہیں جو اِدھر اُدھر کھڑے تھے یا پھر رہے تھے اس طرح وہ غرض پوری نہیں ہوتی جس کیلئے یہ اجتماع مقرر کیا گیا ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ خدام سے عہد لینا پڑتا ہے لیکن ابھی تک میرے سامنے کوئی ایسا طریق نہیں لایا گیا کہ وہ عہد کیسے لیا جائے اس کیلئے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی لفظ ایسا تجویز کیا جائے کہ جب عہد لیا جائے تو خدام اسے دُہرا سکیں۔ دنیا کے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد کے الفاظ میں خاص شان ہونی چاہیئے۔ عہد میں ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کئے جانے چاہئیں جن کو اونچی آواز میں بولا جا سکے۔ مثلاً یورپ میں جب ایسا کیا جاتا ہے تو وہ اسے اے (Aye) کہتے ہیں یس (Yes) نہیں کہتے۔ کیونکہ یس (Yes) پورے زور سے ادا نہیں ہوتی اور اے (Aye) میں زور آ جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں 'ہاں' کا لفظ ہے لیکن اس لفظ کا استعمال مہذب نہیں سمجھا جاتا۔ مہذب لوگ اِس کی جگہ 'جی' کا لفظ استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن 'جی' اپنے اندر کوئی شان نہیں رکھتا بلکہ اس میں لجاجت والا رنگ پایا جاتا ہے۔ عربی میں ایک لفظ ہے جس سے 'اے' نکلا ہے اور وہ لفظ ای ہے ای کو ایسا زوردار سمجھا جاتا ہے کہ عرب کہتے ہیں۔ اِیْ وَاللّٰہِ ہاں خدا تعالیٰ کی قسم۔ عرب لوگ نَعَمْ بھی کہیں گے لیکن نَعَمْ کے بعد قسم کا لفظ لگانا پسند نہیں کیا جاتا۔ لیکن ای کے بعد مرجح ہے کہ قسم کا لفظ لگایا جائے۔ جب کوئی عرب اِیْ کہے گا تو عام حالات میں اس سے امید کی جائے گی کہ وہ اس کے بعد وَاللّٰہِ کہے یعنی خدا کی قسم۔ پس میں تجویز کرتا ہوں کہ جب کوئی عہد لیا جائے تو خدام بلند آواز سے کہیں اِیْ اور پھر عام آواز میں وَاللّٰہِ کہیں۔ وَاللّٰہِ کا لفظ اونچی زبان میں کہنے کی ضرورت نہیں۔

اب میں تم سے اسی سلسلہ میں ایک عہد لیتا ہوں۔ میں نے قاعدہ بتا دیا ہے اس کے مطابق تم وہی الفاظ دُہراتے جاؤ۔ یعنی تم زوردار الفاظ میں ایک دفعہ ای کہو گے پھر ذرا کم آواز میں وَاللّٰہِ کہو گے۔ گویا اِس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں ایسا عہد کرتا ہوں خدا کی قسم۔

مَیں نے جیسا کہ کل بیان کیا تھا اسلام کی جان یا مذہب کی جان یا انسانیت کی جان سچ ہوتا ہے جو شخص سچ نہیں بولتا وہ قوم کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے۔ جب تک ہم سچائی کو قائم نہیں کریں گے ہم دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کی کوئی بڑی امید نہیں کر سکتے۔ مثلاً تم اپنی زندگی وقف کرتے ہو۔ اب اگر تم سچ بولتے ہو تو دین کیلئے جان کی ضرورت پڑی تو تم اپنی جان دے دو گے۔ یا مثلاً ہم کوئی کام تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ اگر تم سچ بولتے ہو تو خواہ تمہاری جان بھی چلی جائے تم اُس کام کو پورا کر کے چھوڑو گے۔ لیکن اگر تم جماعت میں داخل ہوتے ہو اور تم میں سچ بولنے کی عادت نہیں تو تم ہر کام میں کمزوری دکھاؤ گے، تم ہر کام میں غداری کرو گے اور تم جماعت کے لئے کوئی مفید وجود نہیں بن سکو گے۔ پس یہ پہلا کام ہے کہ جماعت میں سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کبھی تم سے گواہی لی جائے تو تم سچی گواہی دو۔ سچ بولنا ایسا اہم کام ہے کہ اس کے نتیجہ میں خواہ تمہارے بیوی بچوں کی جانیں بھی چلی جائیں تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ماخوذ ہو جائیں تب بھی تم ہمیشہ سچ بولو، اور ہمیشہ سچی گواہی دو۔[1]

پس ایک پروگرام مَیں خدام کے لئے اِس سال یہ تجویز کرتا ہوں کہ جب تم سے کوئی گواہی لی جائے یا کوئی عہد لیا جائے تو تم اس کیلئے کوئی عذر یا بہانہ نہیں بناؤ گے چاہے اس کے پورا کرنے میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اگر جماعت اس نقطہ پر مضبوطی سے قائم ہو جائے تو دوسری قوموں میں اِس کی بہت بڑی عزت قائم ہو جائے گی۔ پس تمہیں یہ عہد کر لینا چاہئے کہ خواہ کتنی رُسوائی اور ذلت تمہیں برداشت کرنی پڑے تم ہمیشہ سچ بولو گے مگر ایسا سچ جو شریعت کے مطابق ہو۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ بتا دی جائیں تو انہیں سچ نہیں کہتے۔ مثلاً ایک بچہ کو کوئی چور مل جاتا ہے اور اُس سے پوچھتا ہے بتاؤ زیورات والا صندوق کہاں ہے؟ اب اگر وہ اسے بتا دیتا ہے کہ زیورات والا صندوق فلاں جگہ ہے تو یہ سچ نہیں ہوگا۔ شریعت نے صرف مجسٹریٹ کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ہر بات پوچھ سکتا ہے لیکن یہ سچ نہیں کہ خواہ کوئی بات بھی ہو تم ٹھیک ٹھیک بتا دو۔ سچ وہ ہے جس کا قرآن کریم یا قانون حکم دیتا ہے۔ عدالت میں اگر کوئی ایسی بات پوچھی جاتی ہے جو تم بتانا

نہیں چاہتے تو تم خود یا تمہارا وکیل عدالت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ قانوناً ایسا سوال جائز نہیں لیکن جب جج یہ فیصلہ کر دے کہ ایسا سوال قانوناً جائز ہے تو وہاں سچ بولنا ضروری ہوتا ہے۔ ذاتی معاملات میں ضروری نہیں کہ تم سچ بولو تم کہہ سکتے ہو کہ میں یہ بات بتانا نہیں چاہتا۔ غرض سچ بولنے کے یہ معنے نہیں کہ تم ہر بات بیان کرو۔ سچ بولنے کے یہ معنی ہیں کہ جہاں سچ بولنا چاہئے وہاں سچ بولو۔ یا جہاں قرآن کریم اور قانون تمہیں سچ بولنے پر مجبور کرتے ہیں وہاں سچ بولو۔

اب مَیں تم سب سے یہ عہد لیتا ہوں کہ خواہ کیسے بھی حالات ہوں تم سچ بولو۔ تم سب کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ بیٹھے ہوئے آواز زور سے نہیں نکلتی لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم ظاہری طور پر یہ عہد کر لیتے ہو کہ تم ہمیشہ سچ بولو گے لیکن دل سے تم اس کا عہد نہیں کرتے تو تمہارا یہ پہلا جھوٹ ہوگا۔

''کیا خدام الاحمد یہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ خواہ کیسے ہی خطرناک حالات ہوں یا اُنہیں کیسی ہی مشکلات میں سے گزرنا پڑے وہ قرآن کریم کی ہدایات اور اس کی شرائط کے مطابق ہمیشہ سچ بولیں گے۔''

(سب خدام نے بیک آواز کہا۔ اِیْ وَاللّٰہِ! حضور نے یہ الفاظ تین بار دُہرائے سب خدام نے ہر بار بیک آواز اِیْ وَاللّٰہِ کہہ کر اقرار کیا)۔

(رسالہ خالد ربوہ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

---

۱؎ النساء: ۱۳۶